افادات: حضرت مولانا سید شمس الحق افغانیؒ
ضبط و ترتیب: سید حبیب اللہ شاہ

فلسفہ حج بیت اللہ شریف

الحمد وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا۔ (پ۴)
صدق اللہ مولانا العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم۔ ونحن علیٰ ذالک من الشاکرین۔

برادرانِ اسلام! میں حج بیت اللہ کے فلسفہ پر کچھ مختصر تقریر آپ کے سامنے کرتا ہوں جس کے بنیادی اجزا درج ذیل ہیں۔

۱۔ انضباط محبت الٰہیہ ۲۔ تشکیل سیاست اسلامیہ ۳۔ تذکرہ حیات خروی ۴۔ امداد جہاد اسلامی

۱۔ انضباط محبت الٰہیہ

حج کے فلسفہ میں پہلی چیز انضباط محبت الٰہی ہے۔ سب سے پہلے دنیا میں محبت ایک ایسی چیز ہے جو حیاتِ انسانی کا بہترین جزو ہے اس میں حیوان اور انسان دونوں برابر ہیں لیکن انسانی محبت کی ما بہ الامتیاز دو قسمیں ہیں

۱۔ احساسی محبت۔ ۲۔ روحانی محبت۔

احساسی محبت کی تشریح | اگر ایک انسان کو کھانے پینے اور جماع سے محبت ہے تو یہ سب احساسی محبت ہے اور حیوان بھی اس میں شریک ہیں۔ اسے محبت کثیفہ بھی کہتے ہیں۔

روحانی محبت کی تشریح | اس کے مقابلہ میں ایک محبت لطیفہ ہے کہ نامحسوس سے محبت ہو۔ یعنی جس چیز کو آنکھ نہ دیکھتی ہو۔ اس سے محبت ہو اور یہ روحانی محبت پہلی محبت سے بلند ہے۔

نامحسوس چیز محبوب بن سکتی ہے | ممکن ہے کہ بعض لوگوں کو شک ہو کہ نامحسوس چیز محبوب کیسے بن سکتی ہے تو اس کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ محبوب بننے کے لئے محسوس ہونا کوئی ضروری نہیں۔ خود نظر نظر نہیں آتی مگر محبوب اتنی ہے کہ اس کی کوئی حد نہیں آنکھ میں ذرا فرق پڑتا ہے تو ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے یہ خالقِ کائنات کی قدرت کا ظہور ہے۔

۲۔ دوسرا: ہم میں سے ہر ایک کو جان سے محبت ہے اور باقی سب چیزوں سے محبت بواسطہ جان ہے کپڑے

اور مکان کی ضرورت اور ان سے محبت صرف جان کی وجہ سے ہے ۔ مگر جان یعنی روح نظر نہیں آتی۔

۳۔ علم سے محبت ہے مگر علم نظر نہیں آتا۔ اور علم محسوس بھی نہیں ہوتا۔

مندرجہ بالا تینوں مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نامحسوس چیز محبوب ہو سکتی ہے روحانی محبتوں کا مقام بہت بلند ہے

محبت الٰہی تمام محبتوں سے بلند ہے | اور ان روحانی محبتوں میں سے بلند تر محبت اللہ رب العالمین سے ۔ اس لیے شرف انسانی کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا محبوب تمام کائنات سے بلند تر ہو اور یہ محبوب خالص رب العالمین کی ہے تو انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنی لو اس سے لگا لے۔

فطری محبت | ہر انسان میں فطری طور پر خدا سے محبت موجود ہے تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سے تاریخ چلی ہے انسانی فطرت کسی دور میں بھی محبت الٰہی سے خالی نہیں ۔ مسجدوں، گرجاؤں اور مندروں وغیرہ کا وجود اللہ کی محبت کی نشانیاں ہیں ۔ یہ تمام عبادت گاہیں اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ ہمارے دل میں کسی نہ کسی صورت میں اللہ کی محبت موجود ہے ۔ کسی نے اللہ کی محبت کی صحیح معرفت پائی اور کسی نے غلط جس نے غلط سمجھا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اصل کا فقدان ہو مثلاً جب ہم بیمار ہوتے ہیں تو علاج ضروری ہے اگر صحیح ڈاکٹر سے علاج کیا تو تندرست اگر غلط ڈاکٹر سے علاج کیا تو شفا نہ ہوگی ۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ تلاش ڈاکٹر دلیل علاج ہے ۔ اسی طرح مذاہب عالم میں کچھ مذاہب غلط ہیں تو یہ اس کی دلیل ہے کہ اصل مذہب دنیا میں موجود ہے جہاں اللہ نے محبت کا ذکر فرمایا وہاں صرف مومنوں کا ذکر نہیں تمام انسانوں کا ذکر فرمایا ۔ مگر مومن کا مقام قوی تر ہے ۔ ارشاد خداوندی ہے :-

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ (بقرہ آیت ۱۶۵)

ترجمہ ۔ اور ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ کے سوا اور شریک بنا رکھے ہیں جن سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی کہ اللہ سے رکھنی چاہیئے اور ایمان والوں کو تو اللہ ہی سے زیادہ محبت ہے ۔

(ترجمہ از قرآن حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری ص ۲۷)

مومنوں کی محبت زیادہ ہے یہ اسم تفضیل کا صیغہ ہے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ باقی مذاہب میں بھی محبت موجود ہے ۔ مندرجہ بالا تمام بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ فطری جذبہ محبت انسانوں میں موجود ہے ۔ اور اس کی تکمیل ضروری ہے

تکمیل محبت کے لیے مناسبت کی ضرورت ہے | تکمیل محبت کے لیے کچھ مناسبت ضروری ہے لیکن یہاں تو مناسبت بھی نہیں ۔ ہم مکانی ہیں وہ مکانی نہیں ہم زمانی ہیں وہ زمانی نہیں ۔ ہم جسمانی ہیں وہ جسمانی نہیں جب

مناسبت نہیں تو محبت کیسے ہوگی؟ اس لئے فلسفی نقطہ نظر سے ضرورت پڑی کہ تکمیل محبت کے لئے درمیان میں واسطہ رکھا جائے۔ جو خدا کے جمال کا مظہر ہو۔ اور زمین پر ہونے کی وجہ سے ہم میں محبوب ہو۔ اسلامی توحید کا بلند مقام اس بات کا خواہاں ہے کہ تکمیل محبت فطرت کے لئے جس رابطہ کی ضرورت لازمی پڑی اس کی بتوں سے کوئی مناسبت نہ ہو۔ وہ بت جن کی پرستش کی جاتی ہے وہ مبصر، کثیف اور رنگ دار چیزیں ہیں۔ ایک طرف تو فطری جذبہ کی تکمیل مقصود تھی۔ دوسری طرف بت پرستی سے نفرت مقصود تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی چیز کا انتخاب کیا کہ اس پر خاص تجلی ہو۔ اور اس کے لئے مخصوص رقبہ متعین ہونا چاہئے۔

کعبۃ اللہ ایک خاص تجلی کا نام ہے | ایشیا، یورپ اور افریقہ کے مرکز میں اللہ تعالیٰ نے چار دیواروں یعنی جدران کعبہ کے اندر اپنی ہوا کی تجلی کا مرکز قرار دیا۔ دیواروں اور چھت کو تقدس ضرور حاصل ہوگا لیکن یہ کعبہ نہیں بلکہ کعبہ ان کے اندر جو ہوا ہے وہی ہے۔ اس بات کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اگر کعبہ کی دیواریں ہوتیں تو کئی بار دیواریں گری ہیں۔

مثال کے طور پر حضرت عبداللہ بن زبیر نے عمارت بنائی تھی۔ پھر یوسف بن حجاج نے اسے تعمیر کیا لیکن کسی نے یہ اعلان نہیں کیا کہ اب کعبہ گر چکا ہے لہذا نمازیں بند کر دیں۔ اس کی دوسری دلیل یہ ہے کہ کعبہ کے ارد گرد دو پہاڑیاں ہیں۔ کوہ ابو قبیس اور جبل قیقعان۔ جو بیت اللہ سے بیسیوں فٹ اونچے ہیں۔

مندرجہ بالا دلیل سے واضح ہوتا ہے کہ جدران کعبہ کا نام کعبہ نہیں۔ بلکہ کعبہ اس ہوا کا نام ہے جو جدران سے لے کر اوپر تک ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ آسمان تک تمام تجلی جو کعبہ کی دیواروں میں ہے وہ سب کعبہ ہے۔ ہوا کو اس لئے متعین کیا کہ تجلی اور متجلی میں مناسبت ہو کیونکہ جس طرح اللہ غیر مبصر ہے اسی طرح ہوا بھی غیر مبصر ہے اور عجیب یہ ہے کہ صنم کی صفات اربعہ میں سے ایک بھی نہیں۔ ہوا میں نہ کثافت ہے نہ رنگ ہے اور یہی وجہ ہے کہ کائنات عالم نے بہت سی چیزوں کو پوجا لیکن انسانیت کی پوری تاریخ میں ہوا کی پوجا نہیں کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی تجلی رکھی جو شرک سے مبرا ہے۔

خانہ کعبہ کی اولیت | چونکہ اللہ تعالیٰ اول ہے اس لئے اس نے ہوا کو جو اس کی تجلی کا مظہر ہے اسے بھی شرف اولیت بخشا ہے۔ مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ میں ایک حدیث ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کعبہ کی تشکیل فرشتوں کے ذریعہ فرمائی۔ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں بھی فرمایا ہے۔

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا (آل عمران ۹۶)

ترجمہ۔ بیشک لوگوں کے واسطے جو سب سے پہلا گھر مقرر ہوا یہی ہے جو مکہ میں برکت والا ہے۔

ترجمہ۔ از قرآن حضرت مولانا احمد علی لاہوری صہ ۹۳

مقصود حج | حج سے مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی تکمیل ہو۔

اسباق محبت | محبت کے دو سبق ہیں (۱) ترک ما سوی المحبوب ۔ ۲۔ طلب المحبوب لتکمیل المحبت ۔ ان میں سے ایک مثبت اور دوسرا منفی ہے مگر پہلے نفی پھر اثبات ۔ اور دیکھو! ایک نبی امی نے بغیر کسی یونیورسٹی کے ہزاروں آدمیوں کو دین سکھایا ۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جس کو عرش کی روشنی حاصل ہوا سے فرش کی روشنی کی ضرورت نہیں ۔ رمضان شریف کے بعد شوال ، ذیقعدہ اور ذوالحج کے دس دن ان کو اشہر حج کہتے ہیں ۔ حج صوم کے بعد متصل شروع ہوجاتا ہے ۔ تو گویا اتصال ہوگیا ۔ روزہ ختم ہونے کے بعد فوراً حج کی تیاری شروع ہوجاتی ہے ۔ معلوم ہوا کہ روزہ پہلا سبق ہے ۔ یعنی تین چیزیں کھانا ، پینا اور جماع محبوبات ثلاثہ کو ترک کرکے محبوب اعلیٰ پر قربان کیا جائے ۔ اس سے سبق اول ختم ہوا ۔ اور شوال میں سبق دوم شروع ہوتا ہے ۔ یعنی محبوب کی تلاش میں اس کا نام حج ہے ۔ حج کا اللہ کے نزدیک بہت بڑا مقام ہے ۔

حج کا مقام | قرآن کریم کی آیت ذیل سے حج کا مقام واضح ہوتا ہے ۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ ۝ (آل عمران ۹۷)

ترجمہ ۔ اور لوگوں پر گھر کا حج کرنے کا حق ہے ۔ (قرآن مترجم از حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری ص۹۲)

پھر آگے ارشاد فرمایا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (آل عمران ۹۷)

ترجمہ ۔ جو انکار کرے تو پھر اللہ جہان والوں سے بے پرواہ ہے (ترجمہ حضرت لاہوری)

تو مفسرین نے فرمایا کہ من لم یحج کی بجائے من کفر اس لئے فرمایا کہ حج بہت بڑی چیز ہے جو لندن اور واشنگٹن کا حج کرتے ہیں لیکن کعبہ کا حج نہیں کرتے تو اللہ نے فرمایا کہ میرا اس سے کچھ نہیں بگڑتا ۔

حدیث نے اس پر مزید روشنی ڈالی ہے ۔ علامہ آلوسی نے روح المعانی میں طبرانی سے نقل کیا ہے ۔

عن ابی امامة من قوله صلی الله علیه وسلم من مات ولم یحج حجة الاسلام لم یمنعه مرض حابس او سلطان جائر او حاجة ظاهرة فلیمت علی ای حالة شاء یهودیا او نصرانیا (ج۴ ص۱۳)

ترجمہ ۔ یعنی جو شخص مرگیا اور اس نے حج فرض ادا نہ کیا اسے کسی بیماری ، ظالم بادشاہ یا کسی مجبوری نے بھی نہ روکا تو اسے چاہئے کہ مرجائے اور جس حالت چاہے یہودی ہوکر یا عیسائی ہوکر ۔

اسی طرح روح المعانی میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا اثر منقول ہے

لقد هممت ان ابعث رجالا الی هذه الامصار فلینظروا کل من کان له جدة فلم یحج [1]

[1] میں نے ارادہ کیا کہ ان شہروں کی طرف چند آدمی روانہ کروں تو وہ (جاکر) دیکھیں ہر اس شخص کو جس کو (حج کی) طاقت ہے لیکن وہ حج نہیں کرتے تو اس پر جزیہ نافذ کریں وہ مسلمان نہیں ہیں وہ مسلمان نہیں ہیں۔

فیضربوا علیہم الجزیۃ ما ھم بمسلمین ما ھم بمسلمین (روح المعانی الجز الرابع ص۱۳)

سبق دوم۔ طلب المحبوب لتکمیل المحبت | آدمی جس گروہ کا عمل اختیار کرے اسی گروہ کا لباس پہننا چاہیے۔ شریعت نے سب سے پہلے عاشقانہ لباس متعین فرمایا کہ ایک کپڑا نیچے دوسرا اوپر ہو اور سب سامانِ عیش ختم ہوتا ہے۔ بیوی سے صحبت ختم۔ تزئین ختم۔ ایک انگریز نے کہا کہ ایک خاص قسم کا موسم آتا ہے تو مسلمان پاگل ہو جاتے ہیں۔ تو میں نے کہا ؎

زر مز زندگی بیگانہ تر باد
کسے کو عشق را گوید جنوں است

ترجمہ۔ راز زندگی سے بیگانہ جو شخص عشق میں مبتلا ہوا ہے (لوگ) دیوانہ کہتے ہیں۔

اس حالت میں اس کا تعیش وتزئین کو ختم کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ایک خدا کا عاشق ہے باقی سب کو چھوڑ رکھا ہے۔ دوسری حکمت یہ ہے کہ اغنیاء اور امراء کا لباس چھوڑ کر فقراء کا لباس پہنے تاکہ مساوات ہو جائے۔ بقول علامہ غزالی رحمۃ اللہ علیہ یہ کفن کی یاددہانی ہے۔

افعالِ حج کا فلسفہ | فعل اول۔ حاضری دربار۔ فعل دوم۔ دوری دربار۔

جب عاشق کی نظر خانہ کعبہ پر پڑتی ہے تو بس چکر اردگرد شروع کر دیتا ہے۔ تو اس بنا پر سات مرتبہ طواف کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے محبوب! یہ کعبہ تیری تجلی کا مظہر ہے اور میں اس تجلی کا محتاج ہوں۔ اس کے بعد دوسری چیز سعی صفا و مروہ ہے جہاں سے کعبہ نظر آتا ہے جب دور ہو جاتا ہے اور صفا پر کھڑے ہو کر تلبیہ بھی کہتا ہے اور ایک نظرِ محبوب کی طرف بھی ڈالتا ہے۔ سعی کرتا ہے۔ مروہ پر چڑھنا اس بات کی دلیل ہے کہ ابھی تک دل سیراب نہیں ہوا۔

فصل سوم۔ ذکر المحبوب فی مجمع الناس | اللہ تعالیٰ نے دو مجمع بنائے۔ عشاق رب العالمین اس میں اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور ان کی دبی ہوئی روحیں شعلہ لگاتی ہیں مجموعی زندگی انفرادی زندگی میں مؤثر ہے۔

فصل چہارم۔ محبوب کے مبغوض سے عداوت کا مظاہرہ | چوتھی چیز تکمیل محبت کے لئے یہ ہے کہ محبوب کے مبغوض سے عداوت کا مظاہرہ ہو۔ اور وہ مبغوض شیطان ہے۔ اس بات کی ضرورت تھی کہ ایک ایسی ہستی کھڑی کی جائے جس سے شیطان کا تصور قائم ہو سکے۔ کیونکہ یہ شیطان بدبخت بھی نامحسوس ہے تو اس کے قائمقام تین جمرات مقرر کئے۔ مسلمانوں کو حکم دیا کہ عداوت شیطان کے پختہ تصور کے ساتھ تینوں کو شیطان سمجھ کر ان پر کنکریاں مارو۔ تاکہ تکمیل محبت ہو۔

فصل پنجم۔ فلسفہ قربانی | تمام افعال یعنی طواف، سعی، عرفات، مزدلفہ کے بعد صرف ایک چیز باقی رہ

جاتی ہے کہ اپنی جان خدا کے نام پر دے دے۔ مگر حج تو ایک ایسی چیز ہے جس میں شکار کرنا بھی جائز نہیں۔ تو جان کو کیسے مارے اور قربانی کرے یہ تو خودکشی ہے۔

جہاد اور خودکشی میں فرق | ایک بزرگ کا قول ہے کہ جہاد اور خودکشی میں بڑا فرق ہے۔ خودکشی جہنم میں دھکیلتی ہے اور جہاد جنت میں لے جاتا ہے۔ ہمارا جسم کارخانہ کائنات کی مشین ہے۔ اب اگر اللہ کی امانت والی مشین کو انسان خود توڑ پھوڑ دے تو یہ خودکشی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسے جرم قرار دیا ہے۔ اگر کسی کارخانہ کی مشین میں خود سرکاری کام ختم ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہ جہاد ہے اور باعث فضیلت ہے تو اللہ تعالیٰ نے دس تاریخ کو انسانی قربانی کی بجائے جانور کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔ اگرچہ قربانی حیوان کی ہے لیکن یہ انسانی قربانی ہی سمجھی جاتی ہے۔ اور یہی فلسفہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے واقعہ میں ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر دنبہ ذبح ہوا۔ اس میں اشارہ تھا کہ ذبح تو جانور ہوگا مگر قائمقام انسان کے سمجھا جائے گا۔

حج کا نفسیاتی اثر | نفسیاتی طور پر نفسیات اور اور اخلاق پر اس کا یہ اثر پڑتا ہے کہ برائیاں ہو رہی ہیں اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ انسان ایک دفعہ برائیوں سے نکل کر نیکوں کی صحبت میں رہ کر برائیوں کی اصلاح کرے۔

جذبہ سیاحت کی تکمیل | انسان کے قلب میں یہ جذبہ سیاحت موجود ہے۔ اس کو دبایا نہیں جا سکتا۔ تو اس کو بُرے ماحول سے اچھے ماحول کی طرف پھیر دیا جاتا ہے۔ تاکہ سیاحت کے جذبہ کی تکمیل بھی ہو جائے اور بد عملی اور بری صحبت سے بھی بچ جائے۔

تشکیل سیاست اسلامیہ | سیاست کا لفظ پہلے ابو داؤد میں دیکھا مگر بعد منتفق علیہ حدیث بھی مل گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ سیاست کا نعرہ لگانے والے اس کی تعریف سے واقف نہیں سیاست پیغمبروں سے متعلق ہے۔

کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی اخر

چونکہ بنی اسرائیل کی سیاست، سیاست وقتی تھی چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے انا خاتم النبیین لانبی بعدی!

ترجمہ:۔ میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

اس لئے آپ کی سیاست بھی قیامت تک جاری رہے گی۔ اسلامی سیاست بھی مکمل ہے قرآن مقدس میں ہے الیوم اکملت لکم دینکم (مائدہ ع۳)

ترجمہ۔ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین پورا کر چکا (مترجم مولانا احمد علی لاہوری صفحہ ۱۴۰) تو دین ہر لحاظ سے

مکمل ہوگا تو سیاست کے لحاظ سے بھی مکمل ہوگا۔

اسلامی سیاست کی تعریف السیاستہ ھو الحفاظۃ للحقوق الالھیہ والحقوق الانسانیۃ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی سیاست ہے اور علماء وصلحاء کی سیاست بھی یہی ہے۔

موجودہ سیاست کی مثال اس کے برعکس عام لوگوں کی سیاست کی تعریف یوں ہوگی۔ کہ سیاست نام ہے حقوق الٰہیہ اور حقوق انسانیہ کے تباہ کرنے کا۔ چند حکومتوں کو چھوڑ کر باقی حکومتوں میں انسانی حقوق تو ہیں مگر حقوق اللہ کا نام نہیں۔ یہ ایسی بات ہے کہ بادشاہ کے گھوڑے کو کھانا وغیرہ سب کچھ دو مگر بادشاہ کو کچھ نہ دو۔

سیاست کے لئے چند ضروری اشیاء سیاست کے لئے چند ضروری چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً ۱۔ مرکز محسوس۔ ۲۔ مقصدیت۔ ۳۔ مساوات۔ ۴۔ مجاہدہ۔ مگر یہاں تو کچھ بھی نہیں۔

کعبۃ اللہ کو مرکز میں بنانے کی ضرورت جس طرح چکی گھومتی رہتی ہے۔ اور نیچے پاٹ میں ایک سوراخ ہوتا ہے وہ ہے مرکز اسے عربی میں قطب الرحیٰ کہتے ہیں۔ اسی طرح زمین کے مرکز میں اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو بنایا مخلوق خدا اس کے گرد گھومتی ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان سنجر کو خط لکھا کہ:۔

"ملت مرکز محسوس میخواہد" یعنی ملت اسلامیہ کو ایک محسوس مرکز کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کو مسلمانوں کے لئے ایک مرکز کعبہ بنایا تاکہ ان کے دل اس کی طرف لگے رہیں۔ اور تمہیں اس میں آنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے پانچ مرتبہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا تاکہ استقبال قبلہ سے معلوم ہو کہ مسلمانوں کا مرکز خانہ کعبہ ہے۔ استقبال قبلہ تکمیل محبت الٰہی کی دلیل ہے۔ خانہ کعبہ مرکز محسوس ہے اور غیر محسوس وہ اللہ ہے اس لئے فرمایا: حیثما کنتم فولّوا وجوھکم شطرہ (بقرہ ۱۴۴) ترجمہ: اور جہاں تم ہوا کرو اپنے مونہوں کو اس (مسجد حرام) کی طرف پھیر لیا کرو (مترجم قرآن مولانا احمد علی لاہوری صد ۳۳)

احترام کعبۃ اللہ حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتیتم الغائط فلا تستقبلوا ولا تستدبروھا ولکن شرّقوا او غرّبوا متفق علیہ (مشکوٰۃ ص ۴۲)

ترجمہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم پاخانہ کی طرف آؤ تو نہ قبلہ کی طرف کرو اور نہ پیٹھ، بلکہ اپنے منہ مشرق کی طرف کرو یا مغرب کی طرف۔

ایک اور روایت میں ہے تجاہ الکعبۃ جاء یوم القیامۃ

مقصدیت مقصدیت۔ ملت کو وحدت میں بناتی ہے جب کہ اس میں تین باتیں ہوں۔ ۱۔ لا محدودیت۔

۲ - محبوبیۃ - ۳ - مادیت نہ ہو - لامحدودیت سے مراد یہ ہے کہ اس میں افراد کی کثیر تعداد موجود ہو - محبوبیۃ سے مراد یہ ہے کہ اس مقصد کے لئے سچا عشق پایا جائے - مادیت میں نفی اور اثبات ہے - ایک کو ملے گی اور دوسرے کو نہیں ملے گی - محبوبیۃ ہونی چاہئے -

مساوات | حج میں تمام اعلیٰ اور ادنیٰ کو ملا دیا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ اونچ نیچ کا تصور ختم ہے - احرام کے وقت تمام امیروں اور غریبوں کے ایک جیسے دو کپڑے ہوتے ہیں - اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ سال میں ایک دفعہ ضرور مساوات ہونی چاہئے - اس کے علاوہ تزئین و تعیش کے سامان بھی بند ہونے چاہئیں -

تاسیس مرکزیت | اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا انتظام فرمایا کہ بستی کی تنظیم اور مساوات بستی کی مسجد سے ہو گی - شہر کی تنظیم و مساوات جامع مسجد سے ہو گی - اور علاقائی مساوات عید کے دن ہو گی - اور عالمی مساوات حج کے دن ہو گی ؎